اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل لاہور

فون ۲۹۷۹

قیمت ۱۰ر

ہفتہ ۱۰ ذوالحجہ ۱۳۶۹ھ

جلد ۳۸ | ۲۳ تبوک ۱۳۲۹ھش | ۲۳ ستمبر ۱۹۵۰ء | نمبر ۲۱۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبار احمدیہ

رتن باغ لاہور ۲۲ ستمبر۔ آج حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو بڑی سخت کھانسی کی شکایت ہے احباب حضور اقدس کی کامل صحت کے لئے دردِ دل سے دعائیں فرمائیں

رتن باغ لاہور ۲۲ ستمبر۔ حضرت اماں جان اطال اللہ بقاءہا کو شام کے بعد بخار ہو جاتا ہے اور جسم میں درد ہونے لگتا ہے۔ احباب حضرت اماں جان کی صحت کیلئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

رتن باغ لاہور ۲۲ ستمبر۔ سیدہ ام ناصر سلمہا اللہ کو کراچی سے لاہور آتے ہوئے گاڑی میں بخار ہو گیا تھا جو ابھی تک نہیں اترا۔ اس کے ساتھ گردے میں بھی تکلیف ہے احباب سیدہ موصوفہ کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

لاہور ۲۲ ستمبر۔ مکرم نواب محمد عبداللہ خان صاحب کو گزشتہ شب سانس کی کافی زیادہ تکلیف ہو گئی تھی لیکن الحمد للہ کہ جلد آرام آ گیا۔ آج دن میں طبیعت اچھی رہی ہے۔ احباب موصوف کو خاص دعاؤں میں یاد رکھیں

سیلاب کے باعث سیالکوٹ اور لاہور سمبڑیال اور پسرور سے بالکل کٹ گئے

لاہور ۲۲ ستمبر۔ سیلاب زدہ علاقوں کے متعلق آج دوپہر تک کی اطلاع کے مطابق بادامی باغ کے قریب دریائے راوی کی سطح چودہ فٹ ۹ انچ تھی۔ آوان ڈے والا اور ٹھکر ڈھیر کے قریب جہاں سے آج صبح دو سو آٹھ افراد کو کشتیوں کے ذریعہ نکال کر لایا گیا تھا۔ پانی کے بتدریج اترنے کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ لاہور سیالکوٹ، وزیر آباد کی طرف سے سمبڑیال اور نارووال کی طرف سے پسرور سے بالکل کٹ چکا ہے۔ مختلف تھانوں سے جو رپورٹیں موصول ہو رہی ہیں وہ تسلی بخش نہیں شکر گڑھ اور نارووال کے علاقے کا ملاً منقطع ہو چکے ہیں اور تاحال کوئی خاص اطلاع موصول نہیں ہوئی قلعہ سوبھا سنگھ، ظفروال اور پسرور میں پولیس کے دفاتر اور کوارٹر منہدم ہو گئے ہیں یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ مرالا کے قریب بند میں شگاف پڑ گیا ہے۔ بلو کی ہیڈ ورکس میں جمعرات کو شام کے ۵ بجے ۲ لاکھ ایک ہزار کیوسک کی مقدار میں پانی کا نکاس ہوا۔ اس کے برعکس پچھلے سیلاب کے دوران میں یہاں زیادہ سے زیادہ ایک لاکھ ۹۷ ہزار کیوسک پانی خارج ہوا چنیوٹ اور جھنگ مگھیانہ کے قصبے پانی میں گھرے ہوئے ہیں اور اول الذکر قصبہ ضلع سے منقطع ہو چکا ہے جہاں سے لوگوں کو لازماً نکال لینا ضروری سمجھ کر لائل پور سے امداد پہنچائی جا رہی ہے۔ ملتان میں ضلع کے حکام کا قیاس ہے کہ اگر پانی کی سطح اور زیادہ ہو گئی تو شجاع آباد، لودھراں ریلوے لائن کیلئے خطرہ ہو جائے گا دریائے ستلج شدید طغیانی کے باعث بورے والا کے قریب سیولینوں سے ٹکرا رہا ہے۔ سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں وائرلیس سٹیشن قائم کر دئے گئے ہیں۔ کیونکہ دیگر رسل و رسائل کے ذرائع ختم ہو گئے تھے جھنگ میں پٹرول کی کمی کے پیش نظر ۲ ہزار ۲ سو گیلن پٹرول بھجوایا گیا ہے۔ اور لوگوں کی امداد کے لئے کشتیاں اور لاریاں حاصل کی گئی ہیں۔ (سرکاری اطلاع)

سیلاب زدگان کی بحالی کے لئے سکیمیں

لاہور ۲۲ ستمبر۔ آج گورنر پنجاب کی صدارت میں فوجی اور سول حکام کی ایک اہم کانفرنس منعقد ہوئی جس میں سیلاب زدگان کی عارضی اور مستقل آبادکاری کے متعلق اہم سکیمیں تیار کی گئیں اور چاروں طرف سے گھرے ہوئے علاقوں تک فوری طور پر خوراک اور کشتیاں بھیجنے کے احکام صادر کئے گئے

کراچی ۲۲ ستمبر۔ پاکستان پبلک سیفٹی ایکٹ کی میعاد میں ۸ اکتوبر ۱۹۵۰ء سے لیکر ایک سال کا مزید اضافہ کر دیا گیا ہے

عیدالاضحیہ کی مبارک و مسعود تقریب پر حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام جماعت احمدیہ کے نام!

حضرت ابراہیمؑ کی پیشگوئی کے مطابق تبلیغ اسلام میں حصہ لینے والا مسلمان ہی درحقیقت عیدالاضحیہ منانے کا مستحق ہے

عیدالاضحیہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس قربانی کی یاد میں ہے جو انہوں نے اپنے اکلوتے بیٹے اسماعیلؑ کو وادیٔ مکہ میں چھوڑ کر بے آب و گیاہ وادی تھی خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کی۔ اس قربانی کا پھل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات تھی اور اس عید کے یہ معنی ہیں کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کو دنیا کے سامنے پیش کر کے اس عظیم الشان عہد کے پورا ہونے کو دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اسماعیل کی قربانی پر کیا کہ میں تیری اولاد کو دنیا کے کناروں تک پھیلا دوں گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود سے آل ابراہیمؑ دنیا کے کناروں تک پھیلے۔ اور ہر مسلمان جو تبلیغ اسلام میں حصہ لیتا ہے۔ وہ اسی پیشگوئی کے پورا کرنے میں مدد دیتا ہے۔ اور عیدالاضحیہ منانے کا مستحق ہے۔ جو ایسا نہیں کرتا نہ اسے عیدالاضحیہ منانے کا کوئی حق ہے اور نہ اسے یہ عید کوئی برکت کا پیغام پہنچاتی ہے۔

لاہور ۲۲ ستمبر۔ مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ لاہور کے اعلان کے مطابق نماز عیدالاضحیہ کل صبح تعلیم الاسلام کالج میں ٹھیک ۹ بجے ہو گی۔ احباب وقت کی پابندی کا خیال رکھیں!

اتحادی فوجیں سیئول میں داخل ہو گئیں!

کوریا کا محاذ جنگ۔ ۲۲ ستمبر۔ کوریا کے محاذ جنگ میں اتحادی فوجیں ہر محاذ پر تیزی سے بڑھ رہی ہیں۔ پوہنگ کے محاذ پر ۸ میل اور شمالی محاذ پر چار میل آگے نکل گئی ہیں۔ آج صبح سیئول شہر میں دست بدست لڑائی کا آغاز ہو چکا ہے۔ امریکی فوجوں نے سیئول سے ۱۰ میل جنوب کی طرف ایک اور شہر پر بھی قبضہ کیا ہے آج چار مختلف محاذوں پر اتحادی فوجوں نے چار اہم مقامات پر قبضہ کیا۔ شمالی محاذ پر نقشہ جنگ کے پیش نظر مزید بیش قیدیوں کی توقع بھی کی جاتی ہے۔

ڈکسن رپورٹ پر لنڈن ٹائمز کا تبصرہ!

لنڈن ۲۲ ستمبر۔ اقوام متحدہ کے نمائندے سر اوون ڈکسن کی رپورٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے اخبار لنڈن ٹائمز نے سلامتی کونسل کو مشورہ دیا ہے کہ اگر وہ اس معاملے کو عارضی طور پر اپنے ہاتھ سے جانے بھی دے تو مجوزہ مقامی گفتگو کی ناکامی پر دوبارہ اپنے ہاتھ میں لینے کی گنجائش باقی رکھے۔ جریدہ مذکور کا کہنا ہے کہ کونسل کسی صورت بھی کاملاً اس مسئلے سے دستکش نہیں ہو سکتی۔ مسٹر ڈکسن کو چاہیئے تھا کہ وہ استصواب کے متعلق اپنی تجاویز پیش کرتے۔ جبکہ دوران گفتگو پاکستان کا رویہ نہایت معقول رہا تھا۔ اداریے کے آخر میں جریدہ مذکور نے لکھا ہے کہ ایک طرف فرانسیسی مقبوضات ہیں ہندوستان مقامی حکام کے اثر کا رد نامزد ہے تو دوسری طرف پاکستان شیخ عبداللہ ایسی حاشیہ بردار حکومت کی موجودگی میں استصواب کس طرح تسلیم کر سکتا ہے۔

سکول ۲۵ ستمبر کی بجائے ۲ اکتوبر کو کھلیں گے

لاہور ۲۲ ستمبر۔ آمد و رفت اور رسل و رسائل کے ذرائع میں خلل واقع ہونے کی وجہ سے پنجاب یونیورسٹی نے سکولوں کی موسم گرما کی تعطیلات میں ایک ہفتہ کی توسیع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ لہذا تمام سکول اب ۲۵ ستمبر ۱۹۵۰ء کی بجائے ۲ اکتوبر ۱۹۵۰ء کو کھلیں گے۔

تمام سرکاری کالج بھی چھٹیوں کے بعد ۲ اکتوبر ۱۹۵۰ء کو کھلیں گے۔

اعلان تعطیل

لاہور ۲۲ ستمبر۔ عیدالاضحی کی تقریب سعید اور ۲۴ ستمبر کو اتوار کی وجہ سے دفتر الفضل بند رہے گا۔ لہذا ۲۴ اور ۲۵ ستمبر کا پرچہ شائع نہ ہو گا۔ (مینجر)

قرآن مجید مترجم

قرآن مجید مترجم جس کا ترجمہ حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ نے کیا ہے۔ اور جس کے حاشیہ پر تفسیری نوٹ بھی ہیں ——— ہدیہ مجلد بارہ روپے

حمائل شریف مترجم جس کا ترجمہ حضرت علامہ حافظ روشن علی صاحبؓ اور حضرت علامہ میر محمد اسحاق صاحبؓ نے کیا ہے ——— ہدیہ مجلد سات روپے

ملنے کا پتہ۔ **مکتبہ احمدیہ۔ ربوہ۔ ضلع جھنگ**

ادب کے لحاظ سے خدا تعالیٰ کہنا چاہیئے

اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے محض "خدا" یا "اللہ" کہنا غیر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کا نام لیتے وقت "اللہ تعالیٰ" یا "خدا تعالیٰ" کہا کریں۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی غرض الٰہی صفات اور عظمت کو قائم کرنا ہے اس لئے زبان پر بھی اللہ تعالیٰ کا نام آتے وقت اس کی بلندیٔ شان کا اظہار ہونا چاہیئے

مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ رتن باغ میں میرے عرض کرنے پر سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ادب کے لحاظ سے تو خدا تعالیٰ ہی کہنا چاہیئے۔

سراج الدین

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان ٹائمز پریس میں چھپوا کر میکلیگن روڈ لاہور پاکستان سے شائع کیا۔

ایڈیٹر روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی

"جو احمدی اپنے بچوں کو تعلیم الاسلام کالج میں داخل نہیں کرتا۔ وہ اپنے بچوں کے ساتھ دشمنی کرتا ہے" (امیر المومنین)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اقتباسات خطبہ جمعہ از حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ

(فرمودہ ۹ ستمبر ۱۹۴۹ء)

"اب ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کو حصول تعلیم کے لئے فوراً تعلیم الاسلام کالج میں داخل کرنے کی کوشش کریں اس بارہ میں کسی قسم کی غفلت اور کوتاہی سے کام نہ لیں۔ اس کالج میں اپنے بچوں کو تعلیم کے لئے بھجوانا اس قدر ضروری اور اہم چیز ہے۔ کہ میں تو سمجھتا ہوں۔ جو شخص اپنے بچوں کو باوجود موقع میسر آنے کے اس کالج میں داخل نہیں کرتا۔ وہ اپنے بچوں کے ساتھ دشمنی کرتا۔ اور سلسلہ پر اپنے کامل ایمان کا ثبوت مہیا نہیں کرتا۔ اگر وہ کسی اور جگہ اپنے بچوں کو داخل کرے گا۔ تو صرف اس لئے کہ فلاں بورڈنگ اچھا ہے۔ یا فلاں جگہ کھانا زیادہ اچھا ملتا ہے۔ یا فلاں جگہ غیر قوموں کے لوگوں سے ملنے کا زیادہ موقع ملتا ہے۔ حالانکہ اصل چیز تعلیم ہے۔ اصل چیز دینی تربیت اور اعلیٰ اخلاق کا حصول ہے۔ اور یہ چیزیں تعلیم الاسلام کالج کے سوا کسی اور کالج میں زیادہ بہتر طریق پر حاصل نہیں ہو سکتیں۔ تعلیم الاسلام کالج کی غرض یہ ہے۔ کہ لڑکوں کو دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینیات کی تعلیم بھی دی جائے۔ اور یہ تعلیم کسی اور جگہ نہیں دی جاتی۔ پس باہر کی جماعتوں کو اس بارہ میں اپنی ذمہ واری کو سمجھنا چاہیئے۔ اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں اپنے بچوں کو تعلیم الاسلام کالج میں داخل کرانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ میں نے دیکھا ہے بعض دفعہ لڑکے بھی غلط قدم اٹھا لیتے ہیں۔ اور وہ اپنے ماں باپ کو صحیح حالات سے بے خبر رکھتے ہوئے دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ دراصل بچپن کی عمر ہی ایسی ہے۔ کہ اس میں انسانی عقل پختہ نہیں ہوتی۔ اور ناتجربہ کاری کی وجہ سے بچہ بعض دفعہ ایسی باتیں کہہ دیتا ہے۔ جو واقعات کے خلاف ہوتی ہیں۔ اور اس طرح ماں باپ دھوکہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ...... جب ایک طرف بالغ عاقل اور سمجھدار اساتذہ ہوں۔ اور دوسری طرف ناتجربہ کار بچہ ہو۔ تو عقلمند انسان کا یہی کام ہوتا ہے۔ کہ وہ مقابلہ کے وقت اپنے بچہ کو غلطی پر سمجھے۔ اور اساتذہ کو بددیانت اور نالائق قرار نہ دے۔ بعض دفعہ لڑکے اسی بات کو دیکھ کر کہ سینما دیکھنے پر پابندیاں عائد کی جاتی ہیں۔ یا نمازوں وغیرہ کی سختی سے پابندی کرائی جاتی ہے۔ کالج کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا شروع کر دیتے ہیں"۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ — الفضل — لاہور

۲۳ ستمبر ۱۹۵۰ء

قربانیوں کی عید

عیدالاضحیہ یعنی قربانیوں کی عید آج محض عید بن کر رہ گئی ہے۔ حالانکہ اسلام میں محض عید کوئی چیز نہیں۔ عید کے ہم یہاں معنی وہی لے رہے ہیں۔ جو عرف عام میں لئے جاتے ہیں۔ یعنی خوشی کا دن۔ بیشک عید ایک خوشی کا دن ہوتا ہے۔ مگر کس کی خوشی کا دن؟ یہ ایک مومن کی خوشی کا دن ہوتا ہے اور مومن کی خوشی کا دن وہی دن ہوتا۔ جس دن وہ اپنے اللہ تعالےٰ سے اور بھی قریب ہوجاتا ہے۔ خوشی ایک فطری چیز ہے۔ لیکن یونہی خوشی تو کچھ معنی نہیں رکھتی خوشی ہمیشہ کسی چیز کے لئے ہوتی ہے عموماً اسوقت خوشی ہوتی جب کسی کو کچھ فائدہ پہنچتا ہے۔ ایک بیکار کو اگر روزگار ملجائے۔ بھوکے کو لذیذ کھانا دستیاب ہو جائے۔ پیاسے کو صحرا میں ڈھلکتا ہوا چشمہ نظر آجائے ایک بچہ کو عیدی حاصل ہو جائے تو خوشی ہوتی ہے۔ الغرض خوشی کسی وجہ سے ہوتی ہے اگر کوئی یونہی خوشی منانا شروع کردے تو اول تو ایسا ہونا ہی محال ہے۔ لیکن اگر بفرض محال کوئی ایسا کرے بھی تو اسکو پاگل یا کم سے کم بے وقوف ضرور سمجھا جائے گا

بے شک عید خوشی کا دن ہے۔ اور اس لئے عیدالاضحیہ بھی خوشی کا دن ہے۔ لیکن ہمیں سوچنا چاہیئے کہ یہ خوشی کا دن کیوں ہے۔ کیا اس لئے کہ اس روز ہمیں بہت سا گوشت کھانے کو ملتا ہے۔ اگر اتنی ہی بات ہوتی تو صاحب استطاعت لوگ ہر روز عید کا دن منا سکتے ہیں۔ عید کے اسی غلط تصوّر کی وجہ سے واقعی بعض لوگوں نے گوشت کھانے یا اور لذائذ کی بہتات کو ہی وجہ عید قرار دے لیا ہے چنانچہ مشہور ہے کہ فلاں کے لئے تو ؎

ہر روز روزِ عید ہے ہر شب شبِ برات

لیکن کیا واقعی ایسا ہوتا ہے یا یہ صرف ایک استعارہ ہے۔ اصل بات یہی ہے کہ ہم نے یہ مثال استعارۃً ہی بنالی ہے۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ فلاں کو ہر روز اتنی ہی خوشی ملتی ہے۔ جتنی کہ لوگ روز عید کو یا شب برات کو ملتی ہے حالانکہ حقیقتاً یہ غلط ہے اور سراسر غلط ہے۔ کیونکہ جن لوگوں کو ہر روز بہتات سے گوشت کھانے کو ملتا ہے یا اور چیزیں افراط سے ملتی ہیں۔ ان کے لئے وہ ابتذال کی حد تک پہنچ جاتی ہیں اور ان میں ان کے لئے کوئی خوشی نہیں رہتی۔ اس سے ثابت ہوا کہ اس لحاظ سے کہ کسی کو ہر روز اچھی اچھی چیزیں کھانے کو ملتی ہیں اس کا ہر روز روز عید اور ہر شب شبِ برات ہے، حقیقتاً غلط بات ہے۔ خوشی دراصل ایسی چیزوں سے کوئی بالاہی چیز ہے۔

اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ:۔

لن ینال اللہ لحومھا و دماءُھا ولکن ینالہ التقویٰ منکم

یعنی اللہ تعالےٰ کو ان (قربانیوں) کے گوشت اور خون نہیں پہنچیں گے لیکن تمہاری طرف سے تقویٰ پہنچے گا۔

جب ہماری قربانیوں کا گوشت اور خون اللہ تعالےٰ کو نہیں پہنچتا تو پھر خیال کرنا چاہیئے کہ محض گوشت کھانے کے لئے عیدالاضحیہ کو خوشی کا دن کہنا کہاں تک درست ہے۔ گوشت تو انسان چاہے تو روز ہی کھا سکتا ہے۔ پھر عیدالاضحیہ کی اسمیں کیا تخصیص رہ جاتی ہے۔ سوال تو یہ ہے کہ ہم عیدالاضحیہ کو خوشی کیوں مناتے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی واضح تر سوال یہ ہے کہ ہمیں اس روز خوشی کیوں منانا چاہیئے اس سے بھی واضح تر یہ سوال ہے کہ ایک مومن کو عیدالاضحیہ کو کیوں خوشی منانا چاہیئے۔ اس کا جواب صاف ہے۔ اس کا جواب تو خود اللہ تعالےٰ نے اسی آیہ کریمہ میں مہیا کر دیا ہے۔ جہاں اس نے فرمایا ہے کہ

ولکن ینالہ التقویٰ منکم

یعنی جو قربانیاں تم عیدالاضحیہ کے روز کرتے ہو اللہ تعالےٰ کو ان کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ قربانیوں کے گوشت اور خون تو فی ذاتہٖ معمولی گوشت اور خون کی طرح ہی ہوتے ہیں اس لئے محض گوشت اور خون تو ہمارے نزدیک کچھ بھی وقعت نہیں رکھتے۔ ہاں عیدالاضحیہ کی قربانیوں میں ان کے گوشت اور خون کے ساتھ ایک چیز افزوں ہوتی ہے جو ان کو معمولی گوشت اور خون سے ممیز کرتی ہے۔ معمولی ذبح تو تم محض گوشت اور خون بہانے کے لئے کرتے ہو مگر عیدالاضحیہ کو جو ذبح کرتے ہو وہ محض ان کے لئے نہیں کرتے بلکہ ایک خاص بات کے لئے کرتے ہو اور وہ بات تقویٰ میں ترقی کرنا ہے۔ اس لئے جان لو کہ ہم نے جو تم کو قربانیوں کا حکم دیا ہے تو محض گوشت اور خون کے لئے نہیں دیا بلکہ اس لئے دیا ہے کہ تم تقویٰ میں ترقی کرو۔

اب ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ عیدالاضحیہ کی قربانیوں میں وہ کیا خصوصیت ہے جو تقویٰ کی حامل ہے

پہلے ہمیں جیسا کہ ہم نے عرض کیا ہے یہ مان لینا چاہیئے کہ ایک مومن کے لئے عیدالاضحیہ کو جو خوشی ہوتی ہے وہ قربانیوں کے گوشت اور خون کی وجہ سے نہیں ہوتی کیونکہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک اور انسان کے نزدیک بھی محض گوشت اور خون کی کوئی زیادہ وقعت نہیں ہے۔ بلکہ مومن کی یہ خوشی تقویٰ کی وجہ سے ہوتی ہے جو ان قربانیوں کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے اور جو درحقیقت اللہ تعالےٰ کو پہنچتا ہے۔ یعنی جس سے اس کا قرب نصیب ہوتا ہے۔ جس سے ہم اسکے اور بھی نزدیک ہو جاتے ہیں

یہ تو ہر لکھا پڑھا مسلمان جانتا ہے کہ عیدالاضحیہ اس یادگار میں منائی جاتی ہے۔ کہ آج سے کئی ہزار سال پہلے ابوالانبیاء خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قربانی کی۔ بے شک یہ ایک عظیم الشان قربانی تھی۔ مگر سوال یہ ہے کہ اس قربانی کے ساتھ جو تقوے کی نعمت تھی وہ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مل گئی۔ اب اس کی یادگار منانے سے ہمیں کیا فائدہ؟ کیا ہم محض بت پرستی کر رہے ہیں۔ جس طرح کہ بت پرست اقوام کرتی ہیں کہ بزرگوں کی یادگاریں مناتی رہتی ہیں؟ یا کیا محض اس لئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قربانی کرکے ہمارے لئے ہر سال بہت سا گوشت کھانے کی وجہ جواز پیدا کر دی؟ ان دونوں باتوں میں تو مومن کے لئے کچھ بھی خوشی کی بات نہیں ہے کچھ بھی تقوے نہیں بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ اگر عیدالاضحیہ کی خوشی کا ہمارا یہی تصور ہے تو جتنی جلد ہو سکے۔ ہمیں یہ قربانیاں منسوخ کر دینی چاہئیں۔ اور آجکل جیسا کہ بعض بہی خواہان قوم جو ہر چیز کو مالی مفاد کے گز سے ناپتے ہیں۔ کہتے ہیں قربانیوں پر جو روپیہ صرف ہوتا ہے ہمیں اس کو قومی کاموں پر صرف کرنا چاہیئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالےٰ کے فرستادہ تھے اللہ تعالےٰ نے آپ کے ذریعہ اپنی ہدایت بھیجی تھی ایک فرستادہ خدا کا ایسا فعل اسوۂ حسنہ ہوتا ہے۔ ایک نمونہ ہوتا ہے۔ کیا اللہ تعالےٰ حضرت اسمٰعیل کا گوشت اور خون لینا چاہتا تھا؟ پھر اللہ تعالےٰ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی جگہ بعد میں دنبہ ذبح کیوں کروایا؟ اگر دنبہ ہی کا گوشت اور خون اسکو پسند تھا تو حضرت اسمٰعیل کی قربانی کیوں طلب کی؟ یہ سوال ہیں جن پر سوچنے سے ہم کو معلوم ہو سکتا ہے کہ عیدالاضحیہ کے ساتھ وہ تقوے کا جزو کیا ہے۔ جس کی وجہ سے ایک مومن کو خوشی ہونا چاہیئے۔

انسان کو خاص کر ایسے انسان کو جس کو بڑھاپے میں ملا ہو بیٹے سے بڑھ کر کوئی چیز عزیز نہیں ہوتی۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی ایک معیار ہے قربانی کا جو فرستادہ خدا کو اللہ تعالےٰ

(باقی دیکھیں صہ ۸ پر)

عہدِ نو

—نسیم سیفی—

اگر قطرہ قطرہ ترے خونِ دل کا دہکتا ہوا سا شرارہ نہیں ہے

تری زندگی سے ہے بیزار دنیا زمانے کو اب تو گوارا نہیں ہے

بایں دعویٰ تابِ جلوہ نظر کو ابھی بے نقابی کا یارا نہیں ہے

وگرنہ تجھے طورِ سینا سے اب تک کسی نے بھلا کیوں پکارا نہیں ہے؟

تری گفتگو میں خدا کی مشیّت کی جانب ذرا بھی اشارا نہیں ہے

میں ڈرتا ہوں اس زعمِ قوت سے تیرے یہ قوت حقیقی سہارا نہیں ہے

جنوں تیرا ننگِ جنوں ہے جو تجھ کو خرد کی تباہی گوارا نہیں ہے

محبت کے دامن پہ اک داغ ہے تو جو دامن ترا پارا پارا نہیں ہے

اٹھایا نہیں خاک سے تو نے اپنی نظر کو بلندی کی جانب جبھی تو

ثریا نشیں کی نظر کا ابھی تک ہوا تیری جانب اشارا نہیں ہے

تجھے عہدِ نو میں ہو جینے کی خواہش تو اپنے ارادوں کو مضبوط کر لے

ارادوں کی ناپختگی عہدِ نو کو کسی حال میں بھی گوارا نہیں ہے

اسلامی پردہ کے متعلق ایک فیصلہ کن حدیث

عورت کا چہرہ یقیناً پردہ میں شامل ہے

از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے رتن باغ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کچھ عرصہ ہوا اسلامی پردہ کے متعلق میرا ایک نوٹ "الفضل" میں شائع ہوا تھا۔ اس نوٹ میں میں نے اسلامی احکام پردہ کے متعلق سات نکات پیش کئے تھے جو میرے خیال میں پردہ کے مسئلہ میں اسلامی تعلیم کا نچوڑ اور خلاصہ ہیں۔ اور مفصل مضمون کے متعلق میں نے آئندہ لکھنے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ ابھی تک مجھے اس کا موقعہ نہیں مل سکا۔ بہرحال ذیل کے مختصر نوٹ میں اپنا موعودہ مضمون تو نہیں مگر اسلامی پردہ کے متعلق صحیح بخاری کی ایک ایسی حدیث پیش کرتا ہوں جو میری رائے میں اس بحث کے مرکزی حصہ کے متعلق بالکل فیصلہ کن ہے۔ اور وہ بھی ہماری مادرِ مشفق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ازواج میں سب سے زیادہ علم دین رکھنے والی تھیں۔ مفصل مضمون انشاء اللہ پھر کبھی الفضل میں شائع کرانے کی سعادت حاصل کروں گا۔ وما توفیقی الا باللہ العظیم۔

پردہ کی بحث کے تعلق میں تمہیدی طور پر یہ بات یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ اسلام میں پردہ کے احکام ہجرت کے پانچویں سال حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی شادی کے موقعہ پر نازل ہوئے تھے۔ یہ حضرت زینب وہی ہیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پھوپھی کی بیٹی تھیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کے منشاء کے مطابق آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیاہی گئیں مگر مصلحتِ الٰہی سے یہ شادی کامیاب ثابت نہ ہوئی اور طلاق تک نوبت پہونچی۔ جس کے بعد حضرت زینب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نکاح میں آگئیں اور اسی مبارک تقریب کے موقعہ پر پردہ کے احکام نازل ہوئے۔ یہ واقعہ غزوہ بنو مصطلق سے پہلے ۵ھ کا ہے۔

اب جاننا چاہیئے کہ خواہ اسلامی پردہ کی کوئی تشریح کی جائے۔ (ہمیں اس جگہ اس کی تفصیل سے غرض نہیں) بہرحال یہ ماننا پڑے گا کہ پردہ کے احکام کے ذریعہ اسلامی تمدن اور مسلمان عورتوں کے رہنے سہنے کے طریق میں کوئی نہ کوئی تبدیلی آئی۔ ورنہ نئے احکام کے نزول کا کوئی مطلب نہیں رہتا۔ اگر ان احکام کے نزول سے پہلے بھی مسلمان عورتیں بے پردہ تھیں۔ اور ان کے بعد بھی وہ بے پردہ ہی رہیں تو ہر عقلمند انسان خیال کرسکتا ہے کہ یہ کوئی تبدیلی نہیں اور نہ اس صورت میں نئے احکام کی کوئی ضرورت تھی۔ یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ ان احکام سے پہلے مسلمان عورتیں نعوذ باللہ ننگے بدن پھرتی تھیں۔ اور ان احکام کے بعد انہیں بدن ڈھانکنے کا حکم دیا گیا۔ مگر چہرہ بدستور ننگا رہا۔ لیکن یہ خیال بھی (اگر کوئی شخص ایسا خیال کرنے کی جرأت کرے) بالبداہت باطل ہے۔ کیونکہ اس بات کا ہرگز کوئی ثبوت نہیں اور نہ ہی یہ بات عقلاً باور کی جاسکتی ہے کہ پردہ کے احکام سے پہلے مسلمان عورتیں افریقہ کے وحشیوں کی طرح نعوذ باللہ ننگی پھرتی تھیں۔ کیونکہ یہ بات تاریخی شہادت سے ثابت ہے کہ عربوں میں باقاعدہ لباس کا رواج تھا۔ پس بہرحال یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ: جو بھی تبدیلی ہوئی وہ ننگے بدن کو ڈھانکنے سے تعلق نہیں رکھتی تھی۔ بلکہ اس کے علاوہ کچھ اور تھی۔ یہ تبدیلی کیا تھی؟ اس کا جواب مجھے اپنی طرف سے دینے کی ضرورت نہیں ہر شخص خود سوچ سکتا ہے کہ جب بدن ڈھانک کر اور باقاعدہ لباس پہن کر پھرنے والی عورتوں کو پردہ کا حکم دیا گیا۔ تو لازماً اس سے چہرہ کا پردہ ہی مراد لینا ہوگا۔ پس خواہ پردہ کی تفصیل کچھ ہو بہرحال چہرہ پردہ سے مستثنیٰ قرار نہیں دیا جاسکتا ورنہ نئے احکام کے نزول کے کچھ معنے نہیں رہتے اور ان احکام کے نازل کرنے کی ساری عقلی بنیاد باطل چلی جاتی ہے۔ وھو المراد

اس تمہید کے بعد میں صحیح بخاری کی اس حدیث کو لیتا ہوں۔ جس کی طرف میں نے اوپر اشارہ کیا ہے۔ اور دراصل میرا یہ نوٹ اس وقت صرف اس حدیث تک ہی محدود ہے۔ اور پردہ کے متعلق مفصل اور عمومی بحث کرنا اس جگہ میرا مقصد نہیں بخاری کی یہ حدیث غزوہ بنو مصطلق سے تعلق رکھتی ہے۔ جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنو مصطلق کی شرارتوں کے انسداد کے لئے ان کے مقابلہ کے واسطے مدینہ سے نکلے تھے۔ یہ پردہ کے احکام نازل ہونے کے بعد کا واقعہ ہے۔ اور شعبان ۵ھ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس سفر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی حضور کے ہمراہ تھیں۔ سفر سے واپسی پر جب ایک جگہ رات کے وقت آرام کی خاطر پڑاؤ کیا گیا تو حضرت عائشہ رضؓ بیان کرتی ہیں کہ میں ایک طرف ہو کر رفع حاجت کے لئے گئی۔ جب میں وہاں سے واپس آئی تو میں نے دیکھا کہ میرے گلے کا ہار غائب ہے۔ میں اس کی تلاش کے لئے پھر واپس گئی۔ مگر اتنے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کوچ کا حکم دے دیا تھا۔ اب اتفاق یہ ہوا کہ جو لوگ حضرت عائشہ رضؓ کے کجاوہ کو اٹھا کر اسے ان کے اونٹ پر رکھنے کے لئے مقرر تھے۔ انہوں نے خالی کجاوہ ہی اٹھا کر اونٹ کے اوپر رکھ دیا۔ اور چونکہ حضرت عائشہ رضؓ اس وقت بہت چھوٹی عمر اور ہلکے جسم کی تھی۔ اور خوراک بھی کم تھی۔ کجاوہ اٹھانے والوں نے اس بات کو محسوس نہ کیا کہ کجاوہ خالی ہے۔ اور نہ ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ رضؓ کے پیچھے رہ جانے کا علم ہوا۔ اور اس طرح قافلہ حضرت عائشہ رضؓ کو پیچھے چھوڑ کر آگے روانہ ہو گیا۔

حضرت عائشہ رضؓ بیان کرتی ہیں کہ میں یہ دیکھ کر کہ قافلہ جاچکا ہے بہت گھبرائی۔ مگر میں نے ارادہ کیا کہ اب بہرحال یہاں سے ہلنا مناسب نہیں کیونکہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو میرے پیچھے رہنے کا علم ہوگا تو آپ لازماً اسی جگہ واپس تشریف لائیں گے۔ چنانچہ میں اپنی جگہ پر جاکر بیٹھ گئی۔ اور چونکہ رات کا وقت تھا مجھے نیند آگئی۔ اس کے بعد صبح کے قریب ایک صحابی صفوان بن معطل وہاں پہونچا۔ یہ وہ شخص تھا جسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قافلہ کے پیچھے پیچھے رہنے کا حکم دیا تھا تاکہ گری پڑی چیزوں وغیرہ کا خیال رکھے۔ جب صفوان نے مجھے اس جگہ اکیلے سوئے ہوئے دیکھا تو اس نے مجھے فوراً پہچان لیا۔ کیونکہ وہ پردہ کے احکام سے قبل مجھے دیکھ چکا تھا اور اس نے گھبرا کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اس کی آواز سے میں جاگ اٹھی۔ اور میں نے اسے دیکھتے ہی جھٹ اپنا مونہہ اپنی چادر سے ڈھانک لیا۔ اور پھر اس نے مجھے اپنے اونٹ پر بٹھا کر اور خود ساتھ ساتھ پیدل چل کر قافلہ تک پہونچا دیا۔ چنانچہ بخاری میں حضرت عائشہ رضؓ کے الفاظ یہ ہیں:۔

کان صفوان بن معطل من وراء الجیش فاصبح عند منزلی فرأی سواد انسان نائم فعرفنی حین رآنی وکان رآنی قبل الحجاب فاستیقظت باسترجاعہ حین عرفنی فخمرت وجھی بجلبابی

(بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک)

"یعنی صفوان بن معطل لشکر کے پیچھے پیچھے آرہا تھا وہ صبح کے قریب میری جگہ پر پہونچا اور اس نے وہاں دور سے ایک انسان کو سوئے ہوئے دیکھا جب وہ آگے آیا تو اس نے مجھے دیکھ کر پہچان لیا کیونکہ وہ مجھے پردہ کے احکام سے پہلے دیکھ چکا تھا۔ اور میں اس کے انا للہ وانا الیہ راجعون کے الفاظ سے جاگ اٹھی۔ اور میں نے اسے دیکھتے ہی اپنا چہرہ اپنی چادر سے ڈھانک لیا۔"

یہ حدیث صحیح بخاری کی حدیث ہے جو کتاب اللہ کے بعد اسلام میں صحیح ترین کتاب مانی گئی ہے۔ اور اس کی راوی خود حضرت عائشہ رضؓ ہیں جو آنحضرت صلعم کی محبوب ترین بیوی تھیں اور دینی مسائل میں انہیں وہ عظیم الشان مرتبہ حاصل تھا کہ حدیث میں آتا ہے کہ:۔

عن ابی موسیٰ رضؓ ما اشکل علینا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث قط فسالنا عائشۃ الا وجدنا عندھا علماً (ترمذی)

"یعنی حضرت ابوموسیٰ اشعری روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم کے صحابہ پر کبھی کسی مسئلہ میں کوئی علمی مشکل ایسی پیش نہیں آئی کہ ہمیں اس کے متعلق حضرت عائشہ رضؓ کے پاس صحیح حل نہ مل گیا ہو۔"

اور پھر پردہ کا مسئلہ تو خصوصیت سے ایسا ہے کہ اس میں حضرت عائشہ رضؓ سے بڑھ کر کسی اور صحابی یا صحابیہ کا علم نہیں سمجھا جاسکتا۔ کیونکہ حضرت عائشہ رضؓ نے یہ مسئلہ براہ راست آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نگرانی میں سیکھا تھا۔ اور آپ کی زندگی میں ہی اس پر عمل کرکے اس کی ساری تفصیلات پر عبور حاصل کرلیا تھا۔ پس جب حدیث صحیح بخاری کی ہو جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے اور روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اس مسئلہ میں یقیناً سب مسلمانوں سے بڑھ کر علم رکھنے والی تھیں تو اس روایت کا درجہ ظاہر وعیاں ہے جس پر کسی تشریحی نوٹ کی ضرورت نہیں۔

اب ہم اس حدیث کے فقہی پہلو پر نظر ڈالتے ہیں تو دو باتیں ایسی یقینی اور قطعی ثابت ہوتی ہیں کہ ان میں کسی عقلمند انسان کے لئے کسی شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی پہلی بات حضرت عائشہ رضؓ کے ان الفاظ سے ثابت ہوتی ہے کہ:۔

فعرفنی حین رآنی وکان رآنی قبل الحجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

" یعنی صفوان نے مجھے دیکھ کر پہچان لیا۔ کیونکہ وہ پردے کے احکام سے پہلے مجھے دیکھ چکا تھا"۔

ان الفاظ سے روز روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے۔ کہ خواہ اسلامی پردہ کے احکام کی تفصیل کچھ سمجھی جائے۔ بہر حال یہ پردہ عدم شناخت کا موجب تھا۔ اور اس پردہ کے ہوتے ہوئے ایک غیر محرم مرد کے لئے کسی غیر عورت کی شناخت ممکن نہیں تھی۔ ورنہ حضرت عائشہ رضؓ کبھی یہ الفاظ نہ فرماتیں۔ "کہ صفوان نے مجھے دیکھ کر پہچان لیا۔ کیونکہ وہ پردہ کے احکام سے پہلے مجھے دیکھ چکا تھا"۔

یہ الفاظ اس بات کا قطعی اور یقینی ثبوت ہیں۔ کہ اسلامی پردہ کی حدود میں رہتے ہوئے کوئی عورت شناخت نہیں کی جا سکتی۔ یہ ایک ایسا پختہ اور ناقابل تردید استدلال ہے کہ کوئی شخص جو مجنون نہیں اس کے انکار کی جرأت نہیں کر سکتا۔

دوسری بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ان الفاظ سے ثابت ہوتی ہے۔ کہ:۔

فخمرت وجھی بجلبابی

" یعنی جب میں صفوان کے الفاظ سے جاگی تو میں نے اسے دیکھتے ہی اپنا چہرہ اپنی چادر سے ڈھانک لیا"۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہ الفاظ اس بات کا قطعی اور یقینی ثبوت ہیں۔ کہ چہرہ کا ڈھانکنا اسلامی [illegible] کا لازمی حصہ ہے۔ ورنہ وہ یہ ہرگز نہ فر[illegible]۔ کہ میں نے صفوان کو دیکھکر "اپنا چہرہ اپنی چادر سے ڈھانک لیا" اگر چہرہ پردہ کے احکام میں شامل نہیں۔ اور اسلام عورتوں کو غیر محرم مردوں کے سامنے چہرہ کو چھپانے کا حکم نہیں دیتا۔ بلکہ اسے ننگا رکھنے کی اجازت دیتا ہے۔ تو حضرت عائشہ رضؓ (ہاں وہی عائشہ رضی اللہ عنہا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تربیت یافتہ اور آپؐ کی تعلیم سے واقف ترین بیوی تھیں) یہ کس طرح فرما سکتی تھیں۔ کہ میں نے صفوان کو دیکھتے ہی اپنا چہرہ اپنی چادر سے ڈھانک لیا؟ اور یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جلباب (یعنی چادر) کا لفظ جو اس حدیث میں بیان ہوا ہے۔ عربی زبان میں اوڑھنی یعنی دوپٹہ کے لئے نہیں بولا جاتا جو عورت کے زینت والے لباس کا حصہ ہوتا ہے۔ بلکہ اس سادہ چادر کے لئے بولا جاتا ہے۔ جو پردہ کی خاطر سارے لباس کے اوپر لپیٹی جاتی ہے۔ بہر حال حضرت عائشہ رضؓ کے یہ الفاظ کہ میں نے صفوان کو دیکھ کر اپنا چہرہ اپنی چادر سے ڈھانک لیا۔ اس بات کا قطعی ثبوت ہیں۔ کہ چہرہ اسلامی پردہ کے احکام میں شامل ہے۔ اور یہ کہ ہر مسلمان عورت کا فرض ہے۔ کہ غیر محرموں کے سامنے جاتے ہوئے اپنے چہرہ کو ڈھانک کر رکھے۔

اس جگہ بعض لوگ یہ اعتراض پیش کیا کرتے ہیں۔ کہ بعض روایتوں میں یہ ذکر آتا ہے۔ کہ عورت کا چہرہ ان استثنائی اعضاء میں شامل ہے۔ جن کی طرف قرآنی آیت الّا ما ظھر منھا (یعنی وہ حصہ جو مجبورًا ظاہر کرنا پڑے) میں اشارہ کیا گیا ہے۔ اس لئے چہرہ کا پردہ ضروری نہیں۔ مگر یہ استدلال بالکل غلط اور باطل ہے۔ کیونکہ اول تو یہ روایتیں جو زیادہ تر مفسرین کے اقوال پر مبنی ہیں۔ بخاری کی اس پختہ اور صحیح حدیث کے مقابلہ پر کوئی وزن نہیں رکھتیں۔ جو خود حضرت عائشہ رضؓ کی زبانی اوپر درج کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں اس بات پر غور نہیں کیا گیا۔ کہ عربی کے مسلّمہ محاورہ کے مطابق وجہ (یعنی چہرہ) کا لفظ کل چہرہ اور اس کے جزو دونوں پر بولا جاتا ہے۔ چنانچہ علم معانی و بلاغت میں یہ عام اصول تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ بعض اوقات ایک لفظ جو ایک خاص مفہوم کے لئے وضع ہوتا ہے۔ وہ کبھی زبان کی وسعت کے لحاظ سے اس کے جزو پر بھی بول دیا جاتا ہے۔ اور عربی میں اسکی بکثرت مثالیں ملتی ہیں (دیکھو مختصر معانی وغیرہ) پس جو روایتیں وجہ (یعنی چہرہ) کو الّا ما ظھر منھا کی استثنیٰ میں شامل قرار دیتی ہیں۔ ان میں بھی لازمًا چہرہ سے چہرہ کا جزو مراد لیا جائے گا نہ کہ سارا چہرہ۔ اور اس صورت میں اس استثناء کا منشاء صرف یہ سمجھا جائے گا۔ کہ حسب ضرورت عورت رستہ دیکھنے کے لئے اپنی آنکھوں کو اور سانس لینے کے لئے اپنے ناک یا منہ کے دہانہ کو کھلا رکھ سکتی ہے۔ مگر بہر حال یہ بات بالکل غلط اور باطل ہے۔ کہ سارا چہرہ پردہ سے مستثنیٰ ہے۔ کیونکہ اگر اسے درست مانا جائے۔ تو پردہ کچھ رہتا ہی نہیں۔ بلکہ ایک محض مذاق بن جاتا ہے۔ سوچو اور غور کرو کہ کیا پردہ کے احکام سے پہلے مسلمان عورتیں نعوذ باللہ ننگی اور بے لباس پھرتی تھیں۔ کہ انہیں پردہ کا حکم دے کر یہ سمجھایا گیا۔ کہ جسم ڈھانک لیا کرو۔ مگر چہرہ بے شک ننگا رکھو؟ جسم ڈھانک کر پھرنے والی عورتوں کے متعلق پردہ کا حکم لازمًا چہرہ کے متعلق ہی سمجھا جائیگا۔ کیونکہ اگر یہ نہیں تو پردہ کا حکم ایک بالکل بے معنی چیز قرار پاتا ہے۔ بے شک ایک آزاد خیال شخص یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ پردہ کا حکم غیر معقول ہے۔ اور میں اسے نہیں مانتا۔ مگر اسلامی پردہ کو مان کر پھر سارے چہرہ کو مستثنیٰ سمجھنا ایک مجنونانہ خیال سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔ علاوہ ازیں جب صحیح بخاری کی حدیث میں حضرت عائشہ رضؓ یقینی اور قطعی الفاظ میں یہ فرماتی ہیں کہ "میں نے صفوان کو دیکھتے ہی اپنا چہرہ اپنی چادر سے ڈھانک لیا"۔ تو اس بات میں قطعًا کسی شبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ کہ چہرہ اسلامی پردہ کا ضروری حصہ ہے۔ اور جو شخص چہرہ کو پردہ سے مستثنیٰ قرار دیتا ہے۔ وہ دراصل موجودہ زمانہ کی آزادی کی رَو سے متاثر ہو کر اسلامی تعلیم سے کھیلنا چاہتا ہے اور اس کے سوا کچھ نہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ قرآن شریف کے بعد اسلام کی صحیح ترین کتاب بخاری اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد پردہ کے احکام کا بہترین علم رکھنے والی ہستی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نہایت واضح اور قطعی الفاظ میں بیان کرتی ہیں کہ:۔

(۱) صفوان نے اس لئے حضرت عائشہ رضؓ کو شناخت کر لیا۔ کہ وہ پردہ کے احکام نازل ہونے سے پہلے انہیں دیکھ چکا تھا۔

(۲) حضرت عائشہ رضؓ نے صفوان کو دیکھتے ہی اپنا چہرہ اپنی چادر سے ڈھانک لیا۔

ان دونو باتوں سے جو مضبوط ترین شہادت سے ثابت ہیں۔ اس کے سوا کوئی اور نتیجہ نہیں نکلتا کہ:۔

(الف) اسلامی پردہ (جو بھی اسکی تفصیل سمجھی جائے) بہر حال عدم شناخت کا موجب ہے۔ جس پر عمل کرتے ہوئے کوئی عورت شناخت نہیں کی جا سکتی اور

(ب) چہرہ (جو عورت کی بہترین زینت ہونے کی وجہ سے اخفائے زینت کے حکم کا سب سے اہم حصہ ہے) **اسلامی پردہ کے احکام میں شامل ہے۔ اور ہر دیندار عورت کا فرض ہے کہ غیر محرم مردوں کے سامنے جاتے ہوئے اپنا چہرہ ڈھانک کر رکھے۔**

(ج) البتہ قرآنی آیت الّا ما ظھر منھا کے ماتحت چہرہ کا ایک جزو یعنی **رستہ دیکھنے کے لئے آنکھیں اور سانس لینے کے لئے ناک یا منہ کا دہانہ بیشک حسب ضرورت کھلے رکھے جا سکتے** ہیں۔ اور اگر نیت بخیر ہو تو اس میں شریعت کو ہرگز کوئی اعتراض نہیں۔

قرآنی آیت الّا ما ظھر منھا (یعنی زینت کا وہ حصہ جو مجبورًا ظاہر کرنا پڑے) کے متعلق یہ بات بھی قابل تشریح ہے۔ کہ عورتوں کے مختلف طبقات کے لحاظ سے بھی اس کے معنی مختلف ہو جائیں گے۔ کام کاج والی عورتوں کے متعلق اس آیت کا مفہوم طبعًا کسی قدر وسیع لیا جائیگا۔ اور اس کے بعد دیہاتی عورتوں کا طبقہ آئے گا۔ اور سب سے آخر میں شہری عورتوں کا طبقہ شمار ہوگا۔ اور آگے ان مختلف طبقات میں بھی بعض ماتحت شاخیں بن جائیں گی۔ اور دراصل قرآن شریف نے اس آیت کے الفاظ کو اسی لئے مجمل اور جامع رکھا ہے۔ کہ تا مختلف حالات میں اسکی مختلف تشریح کی جا سکے۔ اسی اصول کے ماتحت بیمار عورتوں کا سوال بھی آتا ہے۔ جو حسب ضرورت اپنے جسم کے ستر والے حصے بھی (مثلًا چہرہ اور پیٹ وغیرہ) ڈاکٹر کو دکھا سکتی ہیں۔ لیکن ظاہر ہے کہ یہ وسعت ایک تندرست عورت کے متعلق ہرگز قبول نہیں کی جا سکتی۔

اس نوٹ کے تعلق میں یہ ذکر کر دینا بھی ضروری ہے۔ کہ یہ جو بخاری کی حدیث میں جلباب (یعنی چادر) کا ذکر آتا ہے۔ اس سے زینت والی اوڑھنی یا دوپٹہ مراد نہیں۔ بلکہ وہ سادہ چادر مراد ہے۔ جو زینت والے لباس کے اوپر پردہ کی غرض سے لی جاتی ہے۔ اور دراصل برقعہ بھی حقیقتًہ جلباب ہی کی ایک قسم ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ موجودہ برقعہ اسلامی پردہ کا لازمی حصہ نہیں ہے۔ بلکہ جو چیز بھی زینت والے لباس کے اوپر جسم اور لباس کی زینت کو چھپانے کی غرض سے اوڑھی جائے۔ وہ جلباب کے مفہوم میں شامل ہے۔ خواہ وہ چادر ہو جیسا کہ شریف دیہاتی عورتوں میں رواج ہے۔ یا برقعہ ہو جیسا کہ شہری عورتیں استعمال کرتی ہیں۔ یا کوئی اور چیز ہو جو پردہ کی غرض سے جلباب کے مفہوم میں شامل سمجھی جا سکے۔ اور اگر آج کل کے موجودہ برقعہ سے کوئی بہتر برقعہ ایجاد ہو سکے۔ جو ایک طرف اسلامی پردہ کی غرض و غایت کو پورا کر دے۔ اور دوسری طرف عورت کی صحت اور چلنے پھرنے کی سہولت کے لئے زیادہ مفید ہو۔ تو یقینًا اس کا استعمال بھی بالکل جائز ہوگا بلکہ یہ ایک نہایت مفید ایجاد ہوگی۔ جو یقینًا بہت قابل تعریف اور قابل قدر سمجھی جائیگی۔ لیکن ایک بات یقینی ہے۔ کہ خواہ جلباب کی کوئی صورت ہو۔ بہر حال اسے خود زینت کا موجب نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ جو چیز زینت کو چھپانے کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ اسے خود زینت کا باعث بنا لینا یقینًا پردہ کے احکام کو عملًا باطل کر دینے کے مترادف ہے۔ اس اصول کے ماتحت پھول دار کپڑے یا شوخ رنگ کے جاذب نظر کپڑے کا برقعہ جس کی طرف آج کل بعض حلقوں میں میلان پیدا ہو رہا ہے۔ ہرگز جائز نہیں سمجھا جا سکتا۔

بالآخر یہ اشارہ کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسلامی پردہ کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ عورتوں کو قیدیوں کی طرح گھروں کی چار دیواری میں بند کر دیا جائے۔ کیونکہ جس طرح آج کل کی بے پردگی ایک طرف کی ناواجب انتہاء اور اسلام کے خلاف ہے۔ اسی طرح آج سے کچھ عرصہ پہلے کا سخت پردہ بھی دوسری طرف کی ناواجب انتہا تھا۔ صحیح اسلامی تعلیم یہ ہے۔ کہ اگر ایک طرف اسلام پردہ کا حکم دیتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روایات حضرت بابا محمد حسن صاحب رضی اللہ عنہ

(از چودھری عبدالستار صاحب بی اے آنرز ایل ایل بی)

مندرجہ ذیل روایات مجھ سے حضرت بابا محمد حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو بابا حسن محمدؐ کے نام سے بھی مشہور تھے) ۳۰ اور ۳۱ دسمبر ۱۹۳۷ء کو قادیان میں پنجابی زبان میں بیان کیں اور میں اسی وقت اردو میں لکھتا گیا۔ میں نے روایات کے اصل الفاظ میں حتی الوسع بہت کم تبدیلی کی ہے۔

(۱)

میں احمدی کس طرح ہوا

فرمایا:- میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ابتدا میں سخت مخالف تھا۔ اس وقت میں ڈاکخانہ میں بحیثیت چٹھی رساں ملازم تھا۔ اپنے بھائی منشی عبدالعزیز صاحب اوجلوی کو احمدیت کی وجہ سے سخت الفاظ کہہ دیا کرتا مگر حضرت اقدس کی شان میں برے الفاظ نہ کہتا۔ آخر ایک روز میرے دل میں خیال آیا کہ گذشتہ انبیاء کے وقت میں بھی بہت سے لوگ شک میں رہے اور ان کو قبول نہ کیا۔ ایسا نہ ہو کہ حضرت مرزا صاحب واقعی وقت کے امام ہوں اور میں ان کے انکار کی وجہ سے منکرین کے زمرہ میں شامل ہو جاؤں۔ اس لئے میں نے اس معاملہ میں خدا تعالیٰ سے رو رو کر دعائیں کرنا شروع کیں میں قبرستان میں دعائیں کرتا تا خدا تعالیٰ میری ہدایت فرمائے۔ لوگوں میں چرچا شروع ہو گیا کہ رات کے وقت آجکل قبرستان میں کوئی جن یا چڑیل روتی رہتی ہے۔ میں نے دل میں سوچا کہ ایسا نہ ہو کہ لڑکے مجھے قبرستان میں جن یا چڑیل سمجھ کر مارنے لگ جائیں اس لئے میں نے قبرستان میں دعا کرنا ترک کر دیا۔ اب میں اپنے گاؤں اوجلہ کی مسجد میں دعائیں کرتا اور روتا۔ لوگ کہتے کہ مسجد میں کوئی جن آگیا ہے اور وہ رات کو روتا رہتا ہے پھر میں نے مسجد بھی چھوڑ دی۔ جنگل میں میری کچھ زراعتی زمین تھی اس جگہ میں نے دعائیں کرنا اور رونا شروع کیا۔ جب چودہ روز مجھے اسی طرح دعائیں کرتے گذر گئے تو اس وقت چاند کی چودھویں رات تھی۔ میرے چاروں طرف میدان تھا جس میں کوئی فصل وغیرہ نہ تھی۔ میں درود شریف پڑھ رہا تھا۔ مجھے یکدفعہ غنودگی آئی اور دائیں طرف سے مجھے آواز آئی۔

"تیرا نام کیا ہے؟" میں نے کہا محمد حسن۔ پھر میں نے اس بلانے والے سے دریافت کیا کہ تیرا نام کیا ہے۔ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے ارد گرد دیکھا تو کوئی آدمی نہ تھا۔ میں حیران ہو کر پھر درود شریف پڑھنے میں مشغول ہو گیا اس کے بعد پندرھویں رات میں نے خواب میں قادیان کی تمام زمین دیکھی اور مسجد اقصیٰ میں کثرت سے لوگ دیکھے۔ ایک شخص کو کھڑے تقریر کرتے دیکھا۔ کسی شخص نے مجھے پکڑا اور کہا یہ خلیفہ ہے۔ میں نے اس شخص کو کہا۔ میں خلیفہ نہیں پوچھتا۔ میں اصل امام وقت پوچھتا ہوں۔ اس نے کہا کہ ذرا ٹھہر جاؤ۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے اور اس شخص نے کہا کہ یہ اصل امام وقت ہیں۔ میں حضور کے سامنے جا بیٹھا اور خواب میں بیعت کرنے لگا۔ جب یہ الفاظ بیعت پڑھے

رَبِّ اِنِّی ظَلَمْتُ نَفْسِی وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِی فَاغْفِرْ لِی ذُنُوْبِی فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ

تو میری چیخیں نکل گئیں اور لوگ کہنے لگے کہ یہ سچا ایمان لایا ہے۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔ مگر پھر میں دوبارہ سو گیا اور دیکھا کہ:-

سائیں رحمت اللہ جو ہمارے گاؤں میں خادم مسجد تھا اور فوت ہو گیا ہوا تھا۔ اس نے مجھے خواب میں کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک جنگل میں چھوڑ گئے ہیں۔

میں اپنی خوابیں کسی کو نہ بتلایا کرتا تھا۔ ان دو خوابوں کے دیکھنے کے بعد اسی روز میرے بھائی منشی عبدالعزیز صاحب نے مجھے کہا کہ قادیان جلسہ ہے کیا تم چلو گے۔ میں نے کہا۔ ہاں میں ضرور چلوں گا۔ راستے میں میں نے ان سے پوچھا کہ کیا بیعت کے وقت رب انی ظلمت نفسی ... پڑھاتے ہیں۔ میرے بھائی نے کہا۔ کہ تمہیں کیسے پتہ ہے۔ میں خاموش ہو گیا کیونکہ میں خوابیں نہیں بتلایا کرتا تھا۔ جب میں قادیان پہنچا۔ تو جو نظارہ میں نے خواب میں دیکھا تھا وہی قادیان میں دیکھا۔ جب مسجد اقصیٰ میں گیا۔ تو ایک شخص کھڑا ہو کر تبلیغ کرنے لگا۔ یہ حضرت مولوی نورالدین صاحب (خلیفۃ المسیح اولؓ) تھے میں نے خواب میں انہی کو تقریر کرتے ہوئے دیکھا تھا پھر ہم بیٹھے رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے۔ آپ کی وہی شکل تھی جو میں نے خواب میں دیکھی تھی۔ پھر میں نے بیعت کر لی اور الفاظ بیعت میں رب انی ظلمت نفسی والی دعا بھی پڑھی۔ بیعت کرتے ہی میرے دل میں یہ گذرا کہ اب قادیان نہ چھوڑنا چاہیئے۔ خواہ بھیک مانگ کر ہی گذارہ کرنا پڑے۔

پھر ہم واپس اپنے گاؤں اوجلہ چلے گئے۔ جو قادیان سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ہر جمعہ میں پیدل چل کر قادیان میں پڑھتا۔ میرے خیال میں میں نے ۱۸۹۸ء یا ۱۸۹۹ء میں بیعت کی۔

میں قادیان کیونکر گیا

فرمایا:- میں اپنے گاؤں اوجلہ میں اکیلا احمدی تھا۔ میرے چچا زاد بھائی منشی عبدالعزیز صاحب باہر ملازم تھے۔ میں اکیلا ہونے کی وجہ سے کچھ گھبرا گیا اور اس امر کے متعلق ایک عریضہ لکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آگے جا کر حضور کی داہنی طرف بیٹھ گیا۔ رقعہ ابھی میرے پاس ہی تھا۔ مگر حضورؑ نے میرے بیٹھتے ہی بات شروع کر دی کہ بعض دوست گھبراتے ہیں کہ ہم اپنے گاؤں میں اکیلے ہی احمدی ہیں۔ مگر یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ لے متقی کو اکیلا نہیں چھوڑتا۔ اگر اپنے گاؤں یا شہر میں متقی کو آرام ہو تو خدا اسی جگہ اس کے ساتھ ایک جماعت بنا دیتا ہے ورنہ مرکز میں مخلصین کی جماعت میں پہنچا دیتا ہے۔

چنانچہ میں پھر واپس اپنے گاؤں میں چلا گیا۔ اور تھوڑے دنوں کے بعد ہی خدا تعالیٰ نے میرے قادیان آنے کا انتظام فرما دیا۔

میرے بھائی منشی عبدالعزیز صاحب نے مولوی محمد علی صاحب کو کہا کہ محمد حسن ہجرت کر کے قادیان آنا چاہتا ہے اس کیلئے اگر کوئی انتظام ہو جائے تو بہتر ہے۔ مولوی محمد علی صاحب نے کہا۔ کہ جس طرح میں قادیان آگیا ہوں اسی طرح محمد حسن صاحب بھی آجائیں۔ میں مارچ ۱۹۰۲ء میں قادیان ہجرت کر کے آگیا۔ اور رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو کی جلد بندی کا ٹھیکہ میں نے لے لیا۔ میں نے مولوی محمد علی صاحب سے کہا کہ اگر یہ رسالہ ہر ماہ کی ۲۰ تاریخ تک تیار نہ ہو تو میں ہرجانہ کا ذمہ وار ہوں مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ مجھ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک مجلس میں جانے سے نہ روکا جائے جب حضور سیر کیلئے باہر نکلیں تو ہمراہ جانے سے نہ روکا جائے اور حضرت مولوی نورالدین صاحب رضؓ کے درس میں شامل ہونے سے نہ روکا جائے۔

مولوی محمد علی صاحب نے میری یہ بات خوشی سے قبول کر لی اور مجھ کو ایک چپڑاسی دیدیا جس کا نام اللہ دتہ تھا۔ میں نے اسے کہا کہ ایک وقت کھانا مجھ سے کھا یا کرو اور اس کے عوض جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام گھر سے باہر تشریف لائیں مجھے اطلاع کرتے رہا کرو۔ اسی وجہ سے میں حضرت اقدسؑ کی صحبت میں زیادہ رہا۔

حضرت مسیح موعودؑ کی ہمدردی

فرمایا:- قادیان آنے کے تھوڑا عرصہ بعد میرا ایک شیر خوار لڑکا فوت ہو گیا۔ میں قادیان میں کسی کا بھی واقف نہ تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے آتے ہی حضرت مولوی نورالدین صاحب (خلیفہ اولؓ) کو آواز دی مولوی صاحب مولوی صاحب! مولوی صاحب آگے حضورؑ کی طرف بڑھے حضرت نے فرمایا۔

یہاں ایک دوست محمد حسن ہیں ان کا لڑکا شیر خوار فوت ہو گیا ہے کیا آپ نے لڑکا دیکھا ہے کیا بیماری تھی۔

میں نے آگے بڑھ کر عرض کیا کہ حضور میرا لڑکا تھا۔ فرمانے لگے کیا بیماری تھی۔ عرض کیا کہ میرے خیال میں اپھرا تھا۔ اس کے بعد میں خاموش ہو گیا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے باتیں نہیں کیا کرتا تھا۔ خاموش رہتا تھا۔ حضورؑ بھی سمجھتے تھے کہ میں خاموش رہتا ہوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پھر فرمایا:-

محمد حسن اولاد کس کام کے لئے ہوتی ہے اولاد مشکل وقت میں کام آنے کے لئے ہوتی ہے۔

پھر فرمایا:-

محمد حسن انسان پر دو مشکل اوقات آتے ہیں۔ ایک دنیا میں اور ایک آخرت میں۔ دنیا میں اگر اولاد بڑی عمر کی ہو جاتی ہے اور باپ بوڑھا ہو جاتا ہے اور اولاد کو نصیحت کرنا چاہتا ہے تو اولاد کہتی ہے ابا جی آپ کی باتیں ہمیں پسند نہیں آتیں۔ ایسی نصیحتیں آپ ہمیں نہ کریں ورنہ ہم الگ ہو جائیں گے یا کسی اور جگہ چلے جائیں۔ یہ بات سن کر ماں باپ کا دل بہت غمگین ہو جاتا ہے کہ اب ہم کیا کریں۔ دوسرا مشکل وقت انسان پر آخر وقت میں آتا ہے۔ دوزخ اور بہشت سامنے ہوتا ہے۔ آدمی کو غم پر غم ہوتا ہے نابالغ بچے جو فوت ہو جاتے ہیں انہیں کہا جائے گا تم بہشت میں چلے جاؤ۔ وہ بچے بہشت میں چلے جائیں گے۔ اس جگہ دیکھیں گے کہ ان کے ماں باپ نہیں ہیں وہ رونے لگ جائیں گے اور کہیں گے اے رب! ہمارے ماں باپ کہاں ہیں، جس جگہ ہمارے ماں باپ ہیں ہمیں وہاں پہنچا دے حکم ہو گا اپنے ماں باپ کو تلاش کر کے لاؤ پھر وہ اپنے ماں باپ کو تلاش کر کے پہلے ان کو بہشت میں داخل کریں گے بعد میں خود داخل ہوں گے۔

پھر مجھ کو حضرت اقدس فرمانے لگے:-

محمدؐ حسن! یہ اولاد اچھی یا وہ اولاد اچھی جو بڑی ہو کر سرکشی اختیار کرتی ہے۔

اس پر تمام لوگ مسجد میں مجھے مبارکباد دینے لگے۔ اللہ اللہ! کیا بلند اخلاق اور بلند شان تھی خدا کے اس فرستادہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور کے اس پاک اسوہ حسنہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سلسلہ کے بہترین خادم ثابت ہوں۔ آمین

(باقی)

حب اٹھرا رجسٹرڈ اسقاط حمل کا مجرب علاج فی تولہ ڈیڑھ روپیہ ۔ ن ورک گیارہ تولہ پوسٹ ۔ پتہ: بیگم نظام جان اینڈ سنز گوجرانوالہ

نتیجہ امتحان لجنہ اماء اللہ

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے زیر انتظام مؤرخہ ۲۳ جولائی ۱۹۵۰ء کتاب "احمدی و غیر احمدی میں فرق" کتاب "ہستی باری تعالیٰ" اور قرآن کریم کے ایک پارہ کا امتحان منعقد ہوا۔ جس میں ۱۳۸ ممبرات شامل ہوئیں ۱۱۲ ممبرات پاس ہوئیں۔ اوّل آنے والی محترمہ حمیدہ بیگم آف چک ۹۶ گ ب ضلع لائلپور دوئم نعیمہ مبارکہ آف سرگودھا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان سب بہنوں کو توفیق عطا فرمائے آمین

محمودہ بیگم سیکرٹری شعبہ تعلیم لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ

	ربوہ بلاک "ج"	
۱	صفیہ بیگم	۳۳/۱۰۰
۲	صدیقہ رحیم	۷۴
۳	منیرہ ثروت	۶۱
۴	امۃ الحفیظ	۵۰
۵	آمنہ	۳۷
۶	سیدہ آمنہ	۳۳
	ربوہ بلاک "ب"	
۷	مبارکہ	۵۸
۸	ام رشید	۷۷
۹	سکینہ	۳۳
۱۰	فرخ خانم	۵۳
۱۱	بشیرہ بیگم	۷۲
۱۲	ام صلاح الدین	۳۹
	ربوہ بلاک "الف"	
۱۳	شریفہ تنویر	۳۹
۱۴	محمودہ شوکت	۳۳
۱۵	زکیہ	۶۰
	سیالکوٹ شہر	
۱۶	نصیرہ نزہت پال	۵۵½
۱۷	شمیم عاصمہ	۴۵
۱۸	زکیہ ناہید	۳۳
۱۹	بلقیس اختر	۵۳
۲۰	بشریٰ بیگم	۳۳
۲۱	میمونہ	۷۱
۲۲	نسیمہ اختر	۴۹
۲۳	سلامہ اسلم	۷۴½
۲۴	اے۔ آر طاہرہ	۷۹
۲۵	مسرت بیگم	۴۳
۲۶	بشارت بیگم	۳۵
۲۷	سیدہ طینت جعفری	۴۲
۲۸	سعیدہ چغتائی	۷۲
۲۹	امۃ القیوم	۴۴
۳۰	سیدہ ناہید	۳۳
۳۱	امۃ الرحمٰن	۷۵
۳۲	بشریٰ	۷۳
۳۳	رضیہ	۵۲
	گوجرہ	
۳۴	امۃ الرشید اقبال	۷۶
۳۵	بلقیس بیگم	۴۹
۳۶	بلقیس اسلم	۶۲
۳۷	مریم صدیقہ	۶۷
۳۸	امۃ اللہ خورشید	۵۹
۳۹	امۃ العزیز نسرین	۵۲
۴۰	مبارکہ	۳۳
۴۱	رشیدہ جمال	۳۹
	کوٹ رادھا کشن	
۴۲	مسرت جہاں بیگم	۵۷
۴۳	فرحت جہاں بیگم	۸۰
	جڑانوالہ	
۴۴	بیگم دوست محمد	۳۶
۴۵	اختر النساء بیگم	۴۶
۴۶	افتخار النساء بیگم	۴۲½
۴۷	وحیدہ بیگم	۵۸
۴۸	ثریا خانم	۴۴½
۴۹	امۃ السلام	۳۷
	منٹگمری	
۵۰	فہمیدہ	۴۶
۵۱	قانتہ بشریٰ	۶۲
۵۲	امۃ الحکیم	۸۲½
۵۳	زینب حسن	۴۷
۵۴	مبارکہ	۵۵½
	سرگودھا	
۵۵	نعیمہ مبارکہ	۹۱
۵۶	امۃ العزیز	۵۷
۵۷	صفیہ خاتون	۸۹
۵۸	فرخندہ اختر	۳۳
۵۹	طلعت اللہ	۶۰
۶۰	نصرت بیگم	۶۴
۶۱	امۃ الرشید ممتاز	۴۶
۶۲	غلام عائشہ	۳۴
۶۳	امۃ الحفیظ بیگم	۳۷
	چنیوٹ	
۶۴	امۃ الرحمٰن	۹۴
۶۵	ممتاز	۳۵
۶۶	حسینہ فرحت	۱۵
۶۷	بشریٰ بیگم	۵۲
۶۸	امۃ النصیر	۴۰
۶۹	صالحہ اختر	۷۵
	تاندلیانوالہ	
۷۰	مطلوبہ خاتون	۴۱
	کراچی	
۷۱	طاہرہ بیگم	۵۰
۷۲	امۃ العزیز	۵۱
۷۳	حور جہاں	۴۱
۷۴	آمنہ کرامت	۵۵
۷۵	ثریا	۵۶
۷۶	سنجیدۃ الرحمٰن	۵۶

(باقی صفحہ ۸ پر)

دواخانہ خدمت خلق

حب مسلاجیت — جن مردوں کو خرابی جگر معدہ وغیرہ خرابی پیدا ہوتی ہے اُن کی طاقت کو قائم کرنے کے لئے بے نظیر مقوی دوا قیمت فی تولہ چار روپیہ

حب کسباپ — جسم کو گرمی پہنچانے والی اور مردوں کو طاقت دینے والی بے نظیر دوا ہے جو لوگ خون کا دباؤ کم ہو جانے کی وجہ سے چارپائی پر پڑ جاتے ہیں ان کے لئے بہت مفید

قیمت یکصد گولی ۱/۸/-

معجون فلاسفہ:۔ قیمت فی تولہ ۵/-

ملنے کا پتہ:۔ دواخانہ خدمت خلق ربوہ ضلع جھنگ (مغربی پاکستان)

الفضل میں اشتہار ، کلید کامیابی ہے

اہل اسلام کس طرح ترقی کر سکتے ہیں؟

کارڈ آنے پر

مفت

عبداللہ الہ دین سکندرآباد دکن

قاعدہ یسرنا القرآن

(مصنفہ حضرت پیر منظور محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اور قرآن مجید بطرز یسرنا القرآن — ملنے کا پتہ

دفتر یسرنا القرآن۔ ربوہ۔ ضلع جھنگ

ھدیہ:۔ قاعدہ مکمل دس آنے۔ پچاس یا زائد آٹھ آنے۔ حصہ اول چار آنے

قرآن مجید:۔ بے جلد ساڑھے پانچ روپے یا زائد پانچ روپے فی کاپی

مجلد سات روپے — پانچ یا زائد ساڑھے چھ روپے فی کاپی

پارہ جات اوّل تا دھم چار آنے فی پارہ۔ پارہ عم چار آنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تریاق اٹھرا۔ حمل ضائع ہو جاتے ہوں یا بچے فوت ہو جاتے ہوں فی شیشی ۲/۸ روپے مکمل کورس ۲۵ روپے۔ دواخانہ نورالدین جودھامل بلڈنگ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پنج ند ہیڈ ورکس کو خطرہ پیدا ہو گیا۔ حکام کی طرف سے حفاظتی اقدامات

لاہور ۱۷ ستمبر: ۔ چناب۔ ستلج بیاس اور راوی میں جو سیلاب آیا ہے۔ اس میں پنج ند ہیڈ ورکس کو سخت خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ یہ ہیڈ ورکس ایشیا کے ان چند اعلیٰ ہیڈ ورکسوں میں شمار ہوتا ہے۔ جس کی تعمیر پر انسان کو ہمیشہ فخر ہو گا —— محکمہ انہار کے ایک ترجمان نے بتایا کہ اس وقت سب سے بڑی تشویش پنج ند ہیڈ ورکس کی حفاظت ہے۔ کیونکہ اس ہیڈ ورکس سے ۱۱ لاکھ مکعب فٹ پانی کے نکاس کا انتظام ہے اس وقت تک کے اندازہ کے مطابق صرف راوی اور چناب کا پانی ہی ۱۱ لاکھ مکعب فٹ کے برابر ہو چکا ہے ابھی یہ معلوم نہیں۔ کہ ستلج اور بیاس سے کس قدر پانی آ رہا ہے۔ خطرہ ہے کہ کہیں پاکستان کے اس اعلیٰ ہیڈ ورکس کو نقصان نہ پہنچے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا۔ کہ حکومت نہایت تیزی کے ساتھ اس ہیڈ ورکس کو بچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہی ہے۔ یہ ہیڈ ورکس اس جگہ واقع ہے۔ جہاں ستلج۔ بیاس اور راوی۔ جہلم اور چناب کے دریا آ کر ملتے ہیں۔

ہوائی جہاز سے سامان خوراک

آج لاہور۔ سیالکوٹ اور قصور میں ان علاقوں میں ہوائی جہازوں سے خوراک پھینکی گئی ہے۔ جو بیرونی دنیا سے بالکل کٹ چکے ہیں۔ پاکستان ایئر فورس کے طیارے ہر روز تین مرتبہ ان علاقوں میں اڑان کریں گے۔ اور مصیبت زدہ لوگوں کو سامان خوراک پھینکا کریں گے۔

چناب کی حالت تشویشناک

دریائے چناب کی طغیانی تشویشناک صورت اختیار کر گئی ہے۔ پانی بتدریج بڑھ رہا ہے۔ اس وقت حالت یہ ہے کہ اس امر کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ کہ آئندہ ۲۴ گھنٹوں میں کیا رونما ہو گا۔

سیالکوٹ اور فیروز پور میں تباہی

سیالکوٹ اور فیروز پور سے جو اطلاعات موصول ہو رہی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دونوں مقامات پر سیلاب سے بہت زیادہ تباہی پھیلی ہوئی ہے۔ اور صورت حالات ابھی تک تشویشناک ہے۔ ان علاقوں میں مصیبت زدوں کو نکالنے کیلئے مساعی دگنی کر دی گئی ہیں۔ فوجی حکام شہری حکام کے ساتھ مل کر ان علاقوں سے مصیبت زدوں کو نکالنے کے لئے ہر ممکن کوشش میں مصروف ہیں۔

شاہدرہ سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ان سے معلوم ہوا ہے کہ شاہدرہ میں پانی کی رفتار بہت ہی تیز ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے۔ کہ اس جگہ پانی کی رفتار ۱۰ میل فی گھنٹہ ہے۔

قصور سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ان سے معلوم ہوا ہے کہ موضع گوہر بالکل تباہ ہو گیا ہے اور قصور شہر اور قصور سول اسٹیشن کے درمیان نامہ و پیام کا کوئی سلسلہ باقی نہیں رہا۔ ڈنگی نالہ میں پانی آ جانے سے چونیاں کے تین گاؤں شدید طور پر متاثر ہوئے ہیں ڈیک نالہ نے بھی زبردست تباہی پھیلا رکھی ہے منگلا نوالہ میں بھی پانی کا زور زیادہ ہے پانی کا زور ابھی کم نہیں ہوا ہے۔ بلکہ بڑھتا جا رہا ہے

وزیر آباد میں پانی

ضلع گوجرانوالہ سے شدید نقصان کی اطلاعات موصول ہو رہی ہیں۔ لاہور اور کاموں کی کے درمیان ریلوے لائن کو شدید نقصان پہنچا ہے۔ لائن دو جگہ سے ٹوٹ چکی ہے۔ وزیر آباد کے تمام بازاروں اور گلی کوچوں میں پانی بھر رہا ہے۔ ارد گرد کے تمام دیہات بیرونی دنیا سے الگ تھلگ ہو گئے ہیں ڈپٹی کمشنر ان دیہات کے لوگوں کے نکاس کے لئے جہلم سے "ڈک" (پانی میں چلنے والی کشتی نما موٹر) منگوا رہے ہیں۔

خانکی ہیڈ پانی میں ڈوب گیا

تازہ ترین اطلاعات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ خانکی ہیڈ ورکس پر پانچ فٹ پانی بھر رہا ہے۔ اور یہ ہیڈ ورکس بھی تمام بیرونی دنیا سے کٹ گیا ہے آج ایک ہوائی جہاز کے ذریعہ خانکی ہیڈ ورکس کے عملہ کو خوراک اور ضروری سامان مہیا کیا گیا

تمام علاقوں میں وائرلیس

تمام متاثرہ علاقوں میں فوج نے وائرلیس نصب کر دیئے ہیں۔ اور ان کے ذریعہ نامہ و پیام ہو رہا ہے۔ اس سے تازہ ترین صورت حالات کا پتا چلتا رہتا ہے۔ اور جس جگہ زیادہ امداد کی ضرورت ہوتی ہے۔ فوراً الفور مہیا کر دی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں تمام اطلاعات سے صوبائی اور مرکزی حکومت کو مطلع رکھا جاتا ہے۔

جڑانوالہ محفوظ ہے

دریائے راوی میں طغیانی سے جڑانوالہ محفوظ و مامون ہے۔ ڈیگ نالہ میں طغیانی سے بعض دیہات کو نقصان پہنچا ہے۔ لیکن ان دیہات سے لوگوں کو نکال کر محفوظ مقام پر پہنچایا جا رہا ہے۔

دریائے چناب میں طغیانی

دریائے چناب میں ابھی تک پانی بڑھ رہا ہے جبر نالہ سے پانی آ نے جانے کی وجہ سے یہ پانی گجرات شہر میں داخل ہو چکا ہے۔ جس کی وجہ سے گیدڑ والی اور کٹھالہ زیر آب ہیں۔ جلال پور جٹاں روڈ کے شمال میں بھولر نالہ کے بندوں کو بھی شدید خطرہ ہے

گجرات وزیر آباد روڈ منقطع

گجرات اور وزیر آباد کے درمیان جرنیلی سڑک میل نمبر ۶/۶ سے ٹوٹ گئی ہے۔ "ڈک" گاڑی فوجی لاریوں کو ضرورت پر مہیا کرنے کے لئے کھڑی ہے جو نکاس کا کام کر رہی ہیں۔ گجرات پاور ہاؤس بالکل ناکارہ ہو گیا ہے۔ جہلم اور وزیر آباد کے درمیان ٹیلیفون و تار کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔

بقیہ صفحہ ۵

اور مردوں اور عورتوں کے ناواجب اختلاط کو روکتا ہے۔ تو دوسری طرف وہ عورتوں کو صحت کی درستی اور کام کی سہولت کے لئے جائز آزادی بھی عطا کرتا ہے۔ چنانچہ پردہ کی پابندی کے باوجود صحابہ رضی اللہ عنہم کی عورتیں تعلیم حاصل کرتیں اور تعلیم دیتی تھیں۔ عیدوں کی نمازوں بلکہ عام نمازوں میں بھی مردوں کے ساتھ ایک طرف کھڑی ہو کر شامل ہوتی تھیں۔ حج کے تمام مناسک یعنی طواف اور سعی اور وقوف وغیرہ مردوں کے ساتھ شریک ہو کر بجا لاتی تھیں۔ سفروں میں محرم رشتہ داروں کے ساتھ بے روک ٹوک آتی جاتی تھیں۔ حسب ضرورت سواری کرتی جنگوں میں نرسنگ وغیرہ کے فرائض سرانجام دیتی اور خاص اوقات میں تلوار بھی چلا لیتی تھیں۔ مسائل کے پوچھنے اور مسائل کے بتانے اور دیگر ضروری امور میں غیر محرم مردوں کے ساتھ گفتگو کرتی اور اپنی بات سناتی اور ان کی بات سنتی تھیں۔ معصوم تفریحی مناظر دیکھتیں اور ضروریات کی خرید کے لئے گھروں سے باہر نکلتی تھیں۔ الغرض ہر اس جائز کام میں حصہ لیتی تھیں جس میں ذاتی یا خاندانی ضرورت یا قومی ترقی کے لئے عورتوں کا حصہ لینا ضروری ہے۔ اور باوجود اس کے وہ پردہ بھی کرتی تھیں۔ اور یہی وہ صحیح اور وسطی تعلیم ہے جسے اختیار کرنے پر دنیا دونو طرف کی ٹھوکریں کھانے کے بعد بالآخر مجبور ہو گی وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

خاکسار مرزا بشیر احمد رتن باغ لاہور ۱۶/۹/۵۰

بقیہ صفحہ ۳

کے پیغام کی اشاعت کے لئے کرنا چاہیئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اشاعت دین کے لئے اپنے بیٹے کی قربانی پیش کر کے دین کے لئے قربانی کا ایک عظیم الشان معیار قائم کر دیا ہے۔ عید الاضحیہ کی قربانیوں کے ساتھ جو تقوٰے لیجئے مومن کی حقیقی خوشی کا جزو ہے وہ یہی ہے کہ قربانی کرتے وقت گویا زبان حال سے ہم اللہ تعالیٰ سے یہ عرض کرتے ہیں کہ اے خدا ہم تیرے ساتھ عہد کرتے ہیں کہ ہم تیرے دین کی اشاعت کے لئے اپنی جان اپنا مال اپنی اولاد اسی طرح قربان کر دیں گے۔ جس طرح ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا بیٹا قربان کر دیا تھا جسکو تو نے قبول کر لیا تھا۔ اے خدا ہمیں اس عہد پر استقامت عطا فرما

ایاک نعبد و ایاک نستعین

(بقیہ صفحہ ۴)

۷۷	زبیدہ بیگم	۵۹
۷۸	انور جہاں	۶۱
۷۹	مبارکہ صدیقہ	۶۰
۸۰	آصف جہاں	۴۷
۸۱	صبیحہ بیگم	۵۰
	صریح چک ۹۶/گ ب	
۸۲	امۃ الحمید	۳۶
۸۳	زہرہ سکینہ	۶۱
	ٹوبہ ٹیک سنگھ	
۸۴	بشریٰ پروین	۶۶½
۸۵	نسیمہ	۵۹
۸۶	صدیقہ بیگم	۳۳
۸۷	سیدہ صدیقہ	۵۶
	منڈی بہاؤالدین	
۸۸	امۃ الحفیظ	۸۲
	چک	
۸۹	اہلیہ محبوب الٰہی صاحب	۹۰½
	لاکھا روڈ سندھ	
۹۰	امۃ المنیر	۸۸
۹۱	امۃ الرشید	۶۸
	ماڈل ٹاؤن لاہور	
۹۲	محمودہ بیگم	۷۰
۹۳	زکیہ طلعت	۷۰
۹۴	مبارکہ بقاپوری	۶۸
۹۵	امۃ اللطیف	۸۰½
	ملتان چھاؤنی	
۹۶	امۃ الکریم	۶۰
۹۷	حمیدہ بیگم	۹۷½
	ملتان چھاؤنی	
۹۸	صفیہ خانم	۳۸
۹۹	منصورہ	۳۳½
۱۰۰	محمودہ	۸۸½
۱۰۱	امۃ الحفیظ اختر	۴۰
۱۰۲	منورہ سلطانہ	۳۶
۱۰۳	مبشرہ سلطانہ	۶۸
	شیخ پور ضلع گجرات	
۱۰۴	کنیز فاطمہ	۷۲
۱۰۵	صغرا بیگم	۴۵½
۱۰۶	خدیجہ	۳۳
۱۰۷	آمنہ بیگم	۷۵
۱۰۸	خدیجہ ناصرہ	۵۳
۱۰۹	بلقیس بیگم	۴۱
۱۱۰	مسعودہ	۵۳
	ڈگری۔ سندھ	
۱۱۱	بیگم مرزا مبارک احمد	۷۸
۱۱۲	ناصرہ عائشہ	۶۰½